تک آپہنچا ہے۔

جان ہوپکنز کے تحقیقاتی ادارے کے ماہرین نے جو سروے کیے ہیں، ان کے مطابق سنہ ۱۹۸۲ء میں پندرہ برس سے کم عمر کی ۲۰ فیصد، سولہ برس کی ۳۲ فیصد اور سترہ سال کی ۴۳ فیصد لڑکیوں نے اعتراف کیا کہ انہوں نے جنسی تجربات کر لیے ہیں۔

اسی ادارے کا کہنا ہے کہ اب لڑکیوں میں دوشیزگی اور کنوارپن قابل فخر بات نہیں ہے اب سہیلیوں میں جنسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی بات باعث افتخار سمجھی جاتی ہے۔

امریکی ماہرین کو تشویش ہے کہ امریکی لڑکیوں میں جنسی شعور اور ضبط تولید کے طریقوں کی تعلیم سخت ناقص ہے۔ اس کے مقابلے میں یورپ میں اس کا بہت اچھا انتظام کیا گیا ہے۔ حوالے کے طور پر وہ سویڈن کی مثال دیتے ہیں جہاں کم عمر لڑکیاں جنسی طور پہ امریکی لڑکیوں سے زیادہ پرجوش اور آزاد منش ہیں لیکن مائیں بننے کی شرح وہاں بہت کم ہے، اس لئے کہ سویڈن کی حکومت نے اپنے ہاں لڑکیوں کو ضبط تولید کے طریقوں سے بہتر طور پر آشنا کیا ہے۔

"گٹ میچرز" کے ماہرین کا کہنا ہے کہ ہالینڈ کے ارباب اختیار کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں کسی لڑکی کو آزاد جنسی روابط کی اجازت صرف اس صورت میں ملتی ہے جب وہ برتھ کنٹرول کے طریقوں پر عمل کرلے۔

بھارت کا شاہ بانو کیس

شاہ بانو مقدمہ میں بھارتی سپریم کورٹ نے مسلم پرسنل لاء کے خلاف جو فیصلہ دیا تھا اور جس کے تحت کسی بھی مطلقہ خاتون کو تا نکاح ثانی (یا نکاح نہ کرنے کی صورت میں تا حین حیات) سابق شوہر سے نان و نفقہ حاصل کرنے کا حق مل گیا تھا، وہ بعض متعصب ہندو جماعتوں مثلاً ستیہ شودھک منڈل وغیرہ کے لئے ایک ایسا ہتھیار بن گیا تھا جس کے ذریعے انہوں نے ملک میں اسلامی شریعت اور اسلامی اقدار کے خلاف مہم شروع کر دی تھی۔ انگریزی، ہندی اور دیگر علاقائی زبانوں کے بڑے بڑے اخبارات اس مہم کی ایک ماہرانہ انداز سے پشت پناہی کر رہے تھے۔ ان حلقوں نے شاہ بانو کے اعزاز میں جگہ جگہ جلسے منعقد کرنے کا سلسلہ شروع کیا اور یہ مسلم خاتون ہندوؤں کی مسلم دشمن سکیم کے نقشے میں ایک اہم

شخصیت بن گئیں۔ اندازہ اس سے کیجئے کہ دہلی کے ایک آریہ سماجی اخبار نے ۱۶ نومبر کی اشاعت کے اداریے میں لکھا کہ سپریم کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف جنوبی مسلمان انگاروں پر لوٹ رہے ہیں۔ اس طوفان کے تھپیڑے کھانے والے "بین بین" قسم کے مسلمانوں نے تو اپنی اس اجتہادی فکر کا سہارا لیا کہ یہ فیصلہ شریعت کے خلاف نہیں ہے بلکہ بعض نے تو مثبت اور پرجوش اجتماعی حمایت کی۔

دوسری طرف یہ صورت پیدا ہوئی کہ مسلم خواتین کی انجمنوں نے بمبئی، بنگلور، دہلی، سری نگر، حیدرآباد اور دوسرے شہروں میں متعدد جلسے کئے۔ ان جلسوں میں مطالبہ کیا گیا کہ مسلم پرسنل لا میں یکساں سول کوڈ کے نام پر مداخلت نہ کی جائے۔ بمبئی میں مسلم ستیش ہوڈک منڈل (M.S.M) کے زیر اہتمام شاہ بانو کے حق میں اور سپریم کورٹ کے فیصلے کی تائید میں اجتماع ہوا۔ اجتماع گاہ کے باہر سینکڑوں خواتین نے جمع ہو کر نعرے لگائے "صرف اسلام عورت کا محافظ ہے" اور "ہمیں قرآن کا قانون چاہیئے" اس مظاہرے کی قیادت M.S.M کے بانی دلوائی کی اہلیہ مہرالنساء دلوائی کر رہی تھیں۔ پٹنہ میں طلبہ نے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ پولیس کی فائرنگ سے بیس طلبہ شدید زخمی اور سینکڑوں گرفتار ہوئے۔

اس ماحول میں، شاہ بانو کے ایمانی جذبات جس قدر متحرک ہوئے اور اس نے سپریم کورٹ میں درخواست دی کہ میں عدالت کا فیصلہ نہیں بلکہ شریعت کا فیصلہ (مسلم پرسنل لا کے مطابق) چاہتی ہوں۔ اندور کی ایک پریس کانفرنس کے سامنے شاہ بانو نے ایک بیان پڑھ کر سنایا اور سوالوں کے جواب دیتے ہوئے کہا کہ وہ کسی دباؤ یا لالچ سے اقدام نہیں کر رہی ہیں۔

اب حالات کی تیسری کروٹ سامنے آئی ہے۔ عیار ہندو ذہن مسلمانوں کے خلاف اپنے معرکے میں آسانی سے شکست قبول نہیں کر سکتا۔ سو یہ دلچسپ کارروائی کی گئی کہ ٹیلیویژن پہ معاملے کو اس طرح لایا گیا کہ شاہ بانو سے الگ سوال جواب ہوئے اور ان کے سابق شوہر سے الگ۔ مکالمہ بارہا رہا۔ ایک طرف کے سوالات دوسری طرف اور ادھر کے ادھر اٹھا کر کسی نہ کسی طرح شاہ بانو سے کہلوا دیا گیا کہ میں نے درخواست اور بیان مسلمانوں کے دباؤ کی وجہ سے دیا ہے۔

اتنا بہرحال ثابت ہو گیا کہ بھارت کے مسلمانوں کی عظیم اکثریت سول کوڈ کے خلاف ہے اور متعلقہ دستوری دفعہ کو بدلوانا چاہتی ہے۔ ایک تکلیف دہ واقعہ ان کے اندر حرکت، بیداری اور اتحاد پیدا کرنے کا موجب بن گیا ہے۔